بحث و نظر

انسدادِ منکرات پر کچھ اور باتیں

جناب نور الٰہی صاحب ایڈووکیٹ

ترجمان القرآن جولائی ۱۹۹۰ء میں انسدادِ منکرات بالید کے عنوان سے آپ کے حکیمانہ پند و نصائح[1] ملاحظہ ہوئے۔ اب اکتوبر کے پرچے میں جناب محمد نواز صاحب کی وضاحت شائع ہوئی ہے، آپ کے ارشادات سے مجھے اصولی طور پر اتفاق ہے کہ ہمیں صبر اور حکمت کے ساتھ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرنا چاہیے اور ڈنڈے ماری اور ہلڑ بازی سے پرہیز کرنا چاہیے لیکن حدیث زیر بحث اور قرآنی اصطلاح امر بالمعروف کے بارے میں کچھ عرض کرنا ہے۔

حدیث کا ایک فقرہ آپ کے مضمون میں اس طرح لکھا گیا ہے:

مَنْ نَرٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ ..... الخ

اس میں لفظ رَاٰی کی بجائے نَرٰی لکھا گیا ہے جو غلط ہے[2]۔ پوری حدیث درج ذیل ہے:

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

---

[1] "پند و نصائح" کا مقام تو مجھے حاصل نہیں، گذارشات ہی کا ہے۔ نور الٰہی صاحب! آپ کی بے تکلفیوں کا کیا علاج!

[2] یہ غلطی بہت عجلت میں نوٹ لکھنے کی وجہ سے ہوئی، کیونکہ رسالہ لیٹ ہو رہا تھا بعد میں اس کی تصحیح شائع کر دی گئی۔ (ادارہ)

قَالَ مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذَالِكَ أَضْعَفُ الْإِيْمَانِ (رواہ مسلم)

آپ کے بقول اس حدیث میں منکر کو ہاتھ سے مٹانا، پھر زبان سے مٹانا اور پھر قلب میں اس کو بُرا سمجھنا یہ سب مدارج بیان ہوئے ہیں۔

مولانا مودودی مرحوم نے اس حدیث کا ترجمہ ان الفاظ میں کیا ہے:

"تم میں سے جو کوئی بدی کو دیکھے تو اُس کو ہاتھ سے بدل دے، اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اور اگر اس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے"

اس کی تشریح کرتے ہوئے مولانا موصوف تحریر کرتے ہیں کہ ان احادیث میں ہاتھ کا لفظ محض جسمانی ہاتھ کے معنی میں استعمال نہیں ہوا ہے، بلکہ مجازاً قوت کے معنی میں بولا گیا ہے۔ بدکار کا ہاتھ پکڑنے سے مُراد دراصل یہ ہے کہ ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ وہ بدی و شرارت کا ارتکاب نہ کر سکے۔ اس طرح ہاتھ سے بدل دینے کا مطلب یہ ہے کہ تم اپنی طاقت کو منکر کے مٹانے اور معروف سے بدل دینے میں استعمال کرو۔ (الجہاد فی الاسلام طبع دوم، ص ۷۸)

تغییر منکر کا معنی عام طور پر بدی کو روکنا یا مٹانا کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کا معنی یہ ہے کہ منکر کو روکا اور مٹایا جائے اور اُسے معروف سے بدل دیا جائے جیسا کہ مولانا مودودی مرحوم نے تحریر فرمایا ہے۔ چنانچہ تغییر منکر سے مراد نہی عن المنکر اور امر بالمعروف ہے۔ اسی لیے امام مُسلم نے اس حدیث کو امر بالمعروف کے باب میں نقل کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جب تک انسانی فطرت کو منکر سے پاک نہ کر دیا جائے وہ معروف کا بیج قبول کرنے کے قابل نہیں ہوتی۔

بحیثیتِ مجموعی اُمتِ مُسلمہ کو یہ مشن سونپا گیا ہے کہ وہ بدی کو مٹائے اور نیکی کا حکم دے۔ فرمایا گیا:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ط (آل عمران - ۱۱۰)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے - تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو" (تفہیم القرآن)

ایک اسلامی جماعت پر بھی یہی ذمہ داری عاید کی گئی ہے - فرمایا گیا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط (آل عمران - ۱۰۴)

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں" (تفہیم القرآن)

اسی طرح اسلامی حکومت کے فرائض بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

اَلَّذِيْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِي الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط (الحج - ۴۱)

"یہ وہ لوگ ہیں جنہیں اگر ہم زمین میں اقتدار بخشیں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے - (تفہیم القرآن)

اور ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر فرد مسلم کو انفرادی سطح پر نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کا مکلف ٹھہرایا ہے -

جناب محمد نواز صاحب فرماتے ہیں:

"عام طور پر امر بالمعروف کا ترجمہ نیکی کا حکم کرنا کیا جاتا ہے، لیکن یہ ترجمہ امر بالمعروف کے پورے مفہوم پر حاوی نہیں - اس کا ایک مفہوم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ معروف یا المعروف کی مدد سے، اسے ذریعہ اور وسیلہ

بنا کر امر کرنا، جیسے اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَ الصَّلٰوةِ میں صبر اور صلوٰۃ کی مدد اور وسیلہ سے مدد حاصل کرنے کی ہدایت دی گئی ہے...“

قرآن کریم کی متعدد آیات میں امر بالعدل، امر بالاحسان، امر بایتاء ذی القربیٰ، امر بالبر، امر بالتقویٰ، امر بالصلوٰۃ، امر بالزکوٰۃ، امر بالقسط، امر بالفحشاء، امر بالکفر، امر بالبخل، امر بالسوء کا ذکر کیا گیا ہے۔

فرمایا گیا:۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى ..... (النحل-۹۰)

”اللہ عدل اور احسان اور صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے۔“ (تفہیم القرآن)

کیا اس آیت کا ترجمہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ عدل اور احسان اور ایتاء ذی القربیٰ کے ذریعے سے حکم جاری کرتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ کے ذوالقربیٰ بھی ہیں، جن سے صلہ رحمی کے ذریعے وہ حکم نافذ کرتا ہے؟ اس کی شان تو یہ ہے کہ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

سورۂ البقرہ آیت ۴۴ میں فرمایا گیا:

اَتَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ

”تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو، مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟ (تفہیم القرآن)

کیا اس آیت کا یہ ترجمہ ہو سکتا ہے ”کہ تم نیکی کے ذریعہ اور وسیلہ اور مدد سے لوگوں کو حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو“

سورۂ آلِ عمران آیت ۸۰ میں فرمایا گیا:

اَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝

”کیا یہ ممکن ہے کہ ایک نبی تمہیں کفر کا حکم دے، جب کہ

تم مسلمان ہو؟

کیا اس آیت کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ "ایک نبی تمہیں کفر کے ذریعہ سے حکم دے؟ (تفہیم القرآن)

محمد نواز صاحب نے فرمایا کہ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے عربی لغت اور کلامِ عرب بھی ضروری ہے۔ "ب" حرفِ جر ہے اور متعدد معانی مثلاً (۱) الصاق (اتصال) (۲) استعانت (۳) سببیت و تعلیل (۴) مصاحبت (۵) مقابلہ و مبادلہ و تعویض (۶) تعدیہ (۷) ظرفیت (۸) قسم (۹) تفدیہ (۱۰) تاکید وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے اور کبھی بطور زائد بھی استعمال ہوتا ہے، لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ مفسرین اور ائمہ لغت میں سے کسی بزرگ نے امر بالمعروف کا وہ ترجمہ کیا ہے جو محمد نواز صاحب کر رہے ہیں۔ موصوف فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر سید ابوالاعلیٰ مرحوم و مغفور کا فکر بڑا واضح ہے، لیکن کیا وہ بتائیں گے کہ مولانا مرحوم نے امر بالمعروف کا ترجمہ، معروف یا المعروف کی مدد سے اسے ذریعہ اور وسیلہ بنا کر امر کرنا۔ کیا ہے یا محمد نواز صاحب کی یہ اپنی من مانی تاویل ہے؟ امید ہے کہ میری ان طالب علمانہ گذارشات پر غور فرمایا جائے گا۔

نوٹ: زیادہ سے زیادہ اس موضوع پر ایک بار محمد نواز صاحب وضاحتی کلام کر سکتے ہیں۔ اس کے بعد یہ بحث جاری نہ رہے گی۔

(ادارہ)